کمپیوٹر میں محفوظ کرنے کا کام کیا، اس وقت ان کا کوئی اور ثانی نہ تھا۔

مجھے ذاتی طور پر کئی بار ان کی خدمات سے استفادے کا موقع ملا۔ میں نے ان سے امام احمد کی بیان کردہ بعض احادیث پر بات کی جو مطبوعہ مسند احمد میں شامل نہیں ہیں۔ حافظ المنذری نے الترغیب و الترهیب میں ان کا حوالہ بھی دیا ہے اور ان کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ انھوں نے جھٹ سے وہ احادیث کمپیوٹر پر موجود مسند سے نکال دیں۔ پھر ہم نے کئی بار تجربہ کیا اور ہر بار نتائج بالکل درست برآمد ہوئے۔ انھوں نے چار جلدوں میں سنن ابن ماجہ کی تخریج کی۔ اغلاط کی نشان دہی کی اور بحث و تمحیص کے بعد علما و مفکرین کے سامنے اپنی راے پیش کی۔ ان کی ایک اور عظیم خدمت یہ ہے کہ انھوں نے احادیث کا وہ مجموعہ دریافت کیا، جو بعض علما کے نزدیک کئی صدیوں سے مفقود ہو چکا تھا۔ یہ مجموعہ تھا: صحیح ابن خزیمہ۔ اس کتاب کا شمار حدیث کی معروف اور صحیح کتب میں ہوتا ہے۔ کئی اہل اختصاص علما کے نزدیک وہ صحیح ابن حِبّان سے زیادہ بہتر سند و منہج کی حامل ہے۔ علامہ اعظمی صاحب صحیح ابن خزیمہ کا ایک حصّہ دریافت کر گئے۔ اللہ کرے کوئی اور اللہ کا بندہ اس کا باقی حصّہ بھی ڈھونڈ نکالے اور وہ مکمل صورت میں شائع کر دی جائے۔

کئی سال قبل وہ قطر کے دورے پر آئے، ملاقاتوں کی تجدید ہوئی، لیکن اب طویل عرصے سے ان کے ساتھ کوئی رابطہ یا ملاقات نہ ہوسکی تھی۔ اچانک ان کی رحلت کی اطلاع ملی تو ہم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ ان کی تمام نیکیاں قبول فرمائے، ان کا بہترین صلہ عطا فرمائے، کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ اُمید ہے کہ ان کے صاحبزادے بالخصوص عزیزم ڈاکٹر عقیل محمد الاعظمی اپنے والد کے علمی ذخیرے کی مکمل دیکھ بھال کریں گے اور ان کے چھوڑے ہوئے علم سے سب کو مستفید کرنے کی عملی سبیل نکالیں گے، کیونکہ علم نافع ہی دنیا سے جانے والوں کے لیے سب سے عظیم ورثہ ہوسکتا ہے۔

● امام کعبہ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حُمید اپنے مرحوم استاد کا ذکر خیر کرتے ہوئے، طویل پیرایے میں علماے کرام کا مقام و منزلت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم کے عظیم ترین میدانوں میں سے اہم ترین میدان ہے۔

قدیم ہی نہیں اس بارے میں جدید ابحاث بھی بہت اہم ہیں۔ اس میدان کی اہم علمی شخصیات میں جلیل القدر عالم دین، ہر حوالے سے قابل اعتماد محقق و محدث ہمارے شیخ اور ہمارے استاد علامہ محمد مصطفےٰ الاعظمی کا شمار ہوتا ہے۔ تمام تر علمی رعنائی کے باوجود وہ خود کو نمایاں و مشتہر کرنے سے بچتے تھے۔ انھوں نے حدیث نبویؐ کی تعلیم دی، اور سنت نبویؐ کا دفاع کیا۔ ان کا شمار دورِ حاضر میں علم حدیث کے بلند پایہ علما میں ہوتا ہے۔ وہ اسلاف کے بعد آنے والے ان علما میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے مدون احادیث کو نیا جمال بخشا۔ اس ضمن میں ان کی نمایاں ترین خدمت صحیح ابن خزیمة کے مخطوطے کی تلاش و تحقیق اور اشاعت و تعلیق تھی۔

آپ ہندستان کے صوبہ اتر پردیش کے علاقے میو میں ۱۳۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۷۰ ہجری میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں جامعہ ازہر سے تدریس کی اجازت ملی اور ۱۹۶۶ء میں کیمبرج سے پی ایچ ڈی کی۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۸ء تک قطر کے دارالکتب کے ذمہ دار رہے اور اس دوران کئی قیمتی مخطوطات حاصل کیے۔ ۱۳۸۸ھ ہجری میں مکہ مکرمہ منتقل ہوگئے جہاں ۱۳۸۸ھ سے ۱۳۹۳ھ ہجری تک کلیہ الشریعہ والدراسات الاسلامیہ میں اسسٹنٹ پروفیسر اور پھر پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۳۹۳ ہجری میں ریاض منتقل ہوگئے۔ ۱۴۱۲ ہجری تک شاہ سعود یونی ورسٹی میں مصطلحات حدیث کی تعلیم دی۔ اس دوران وہ حدیث فیکلٹی کے سربراہ بھی بنادیے گئے اور انھوں نے مکہ مکرمہ اور ریاض میں پی ایچ ڈی کے کئی مقالوں کی نگرانی کی۔ ۱۹۸۱ء میں ایک سال کے لیے امریکا کی مشی گن کی یونی ورسٹی میں تدریس کے لیے چلے گئے۔ ۱۹۹۱ء میں کولوراڈو یونی ورسٹی میں ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے کام کیا۔

اپنے موضوع پر انھوں نے کئی اہم کتب سپرد قلم کیں۔ دراسات فی الحدیث النبویؐ، تاریخ تدوین حدیث اور معاصر محدثین کی منہج پر تنقید ان کی معروف کتاب ہے۔ موطأ امام مالک بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ کے ایک حصّے کی تحقیق و تخریج بھی اہم ہے۔ انھوں نے انگریزی میں تاریخ تدوین قرآن پر ایک شاہکار کتاب لکھی، جس کے ذریعے مستشرقین کے ان الزامات کا مسکت جواب دیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں نعوذ باللہ تحریف ہوچکی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین حدیث کے بارے میں اور

معروف مستشرق شاخت کی کتاب شریعت محمدی کے اصول پر بھی انھوں نے اہم تنقیدی کتاب لکھی۔ عروہ بن الزبیر کی غزوات الرسولؐ جیسی کئی اہم کتب پر ان کا مطالعہ بحث وتحقیق کے ہر معیار پر پورا اترتا ہے۔ ان تمام علمی خدمات کے نتیجے میں ۱۴۰۰ ہجری میں انھیں شاہ فیصل ایوارڈ دیا گیا، جس کی خطیر رقم انھوں نے مستحق اور ذہین مسلم طلبہ کے لیے وقف کر دی۔

علامہ محمد مصطفےٰ الاعظمی اسلامی آداب اور شرعی اصولوں کی کڑی پابندی کرتے تھے۔ جو بھی ان کے ساتھ رہا، اسے ان کی ان عادات کا بخوبی علم ہے۔ آخری عمر میں وہ مختلف امراض کا شکار رہے۔ یقیناً یہ بھی ان کی بلندیِ درجات کا سبب بنا ہوگا۔ لیکن بیماری و کمزوری کے باوجود وہ اپنی علمی و تحقیقی سرگرمیاں اور اپنے معمولات جاری رکھے رہے۔ آخری دنوں میں ان سے ملاقات کرنے والے ایک دوست نے بتایا کہ میں نے ان کے محلے کی مسجد میں نماز پڑھی، وہ بھی مسجد میں تھے اور نماز کے بعد اپنے دو بیٹوں کا سہارا لیے انتہائی مشقت سے چل رہے تھے۔ بیماری کے باعث ان کے لیے لکھنا ممکن نہ رہا تو بیٹے کو املا کروانا شروع کر دیا۔ جب ان کے لیے بولنا بھی ممکن نہ رہا، تب بھی وہ اشاروں اور کمپیوٹر کی جدید صلاحیتوں کے ذریعے کام کرتے رہے۔ قرآن وسنت کے بارے میں مستشرقین کے مغالطوں کا جواب دینا ان کی اولین ترجیح رہی۔

رہا ان سے میرا ذاتی تعلق، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ مکرمہ میں کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ کے تیسرے سال میں لائبریری سائنس کا مضمون ان سے پڑھنے کا موقع عطا فرمایا۔ اس وقت یونی ورسٹی میں یہ ایک نیا مضمون تھا۔ طلبہ بھی اس سے زیادہ متعارف نہیں تھے۔ اللہ گواہ ہے کہ وہ ہمارے لیے ایک بہترین استاد ثابت ہوئے۔ انھوں نے ہمارے لیے بحث وتحقیق اور علمی مصادر سے براہِ راست استفادے کے نئے دروازے کھول دیے۔ انھوں نے کارڈوں اور مختصر نوٹسز کے ذریعے تحقیق کرنے کا جدید طریقہ سکھایا۔ استاذ مرحوم نظم وضبط اور دوران تعلیم سنجیدگی کا بے مثال نمونہ تھے۔ طلبہ کو زیادہ سے زیادہ مستفید کرنے اور غیر مفید کاموں میں ان کا وقت ضائع ہونے سے انھیں بچانے میں، وہ اپنی مثال آپ تھے۔ انھوں نے اپنے طلبہ کو تصنیف وترتیب اور براہِ راست علمی مصادر بلکہ ثانوی ذرائع سے استفادہ کرنے کا گر سکھا دیا۔ اللہ ان پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائیں۔

مجھے اس بات کا افسوس رہے گا کہ ایک عرصے سے میں ان کے ساتھ وہ ملاقاتیں نہیں کر سکا، جو ایک شاگرد کو اپنے استاذ سے کرتے رہنا چاہییں۔ شاید اس کی ایک وجہ خود ان کا زہد اور شہرت سے دُور رہنے کی عادت بھی ہوسکتی ہے۔ ان کے چاہنے والے بھی اس وجہ سے بعض اوقات ان سے غافل ہوجاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اب انھیں بہترین اجر و جزا سے نوازے اور درجات بلند فرمائے، آمین!

یہاں ان کے بچوں کا ذکر کرنا بھی مفید ہوگا۔ استاذ محترم کی حسن تربیت، حصولِ علم کی تڑپ اور نظم وضبط کی پابندی کا عکس ان کے تینوں بچوں پر بھی واضح ہے۔ ڈاکٹر عقیل نے کمپیوٹر میں تخصص کیا ہے اور اس وقت شاہ سعود یونی ورسٹی میں کمپیوٹر کی تدریس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر فاطمہ ریاضیات میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ وہ پہلے شاہ سعود یونی ورسٹی ریاض اور پھر دبئی کی زاید یونی ورسٹی میں پڑھاتی رہیں، جب کہ ڈاکٹر انس کا تخصص جینیاتی سائنس ہے اور وہ شاہ فیصل ہسپتال کے تحقیقاتی سنٹر میں کلیدی ذمہ داری پر ہیں۔ پروردگار ہمارے استاذ جلیل علامہ محمد مصطفیٰ الاعظمی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ نبیوں، صدیقین شہدا اور صالحین کا بہترین ساتھ نصیب فرمائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (مریم ۱۹:۹۶) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، یقیناً رحمٰن ان کے لیے عنقریب دلوں میں محبت پیدا فرمادے گا۔

پروردگار! ہم سب کو بھی اپنے ان بندوں میں شامل فرما، آمین!